Regd No. L. 5354

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل

لاہور

ٹیلیفون نمبر ۲۷۹

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ ،،
سہ ماہی ۷ ،،
ماہوار ۲½ ،،

یوم یکشنبہ
یکم رجب المرجب سنہ ۱۳۷۰ ہجری

جلد ۳۹/۵	۸ شہادت ۱۳۳۰ ہش	۸ اپریل سنہ ۱۹۵۱ء	نمبر ۸۴

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

"پس بلاشبہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے۔ بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بار و بر نہ رہی۔"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۶)

نزدیک و دور سے

لاہور ۷ اپریل - آج رات ایک ریل گاڑی کے ذریعہ صوبہ پنجاب، صوبہ سرحد اور مغربی پاکستان کے دوسرے حصوں کے ایک سو پچاس انجینئروں کی ایک جماعت رسول ہائیڈل پراجیکٹ ورکس کو دیکھنے کے لئے جا رہی ہے۔

لنڈن ۷ اپریل - کل برطانوی پارلیمنٹ کے ایک ممبر مسٹر ... نے الزام لگایا کہ جنرل میکارتھر کی قیادت پر عام اعتماد کی ایک قرارداد پیش کرتے ہوئے جنرل موصوف کے سیاسی امور میں دخل اندازی کے اقدامات کی مذمت کی۔

نیویارک ۷ اپریل - اقوام متحدہ کے آبادی کے ماہرین نے اندازہ لگایا ہے کہ اس وقت دنیا کی کل آبادی ۲ ارب ۴۰ کروڑ ہے۔

لاہور ۷ اپریل - میڈیکل سٹوڈنٹس کی ہڑتال کل بھی جاری رہی۔ بلکہ کل نیو میڈیکل وکٹوریہ ہسپتال کا ہاؤس سٹاف اور جانکی دیوی جمعیت سنگھ ہسپتال کے عملے نے بھی آدھے دن کی ہڑتال کر دی۔ فاطمہ جناح میڈیکل کالج کی طالبات بھی بدستور ہڑتال میں سرگرمی سے حصہ لے رہی ہیں۔

قاہرہ ۷ اپریل - اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر ٹریگوے لی اپنے مشرق وسطیٰ کے دورے کے دوران میں ۹ اپریل کو یہاں پہنچیں گے۔

دمشق ۷ اپریل - شام کی وزارت خارجہ نے اطالیہ، روم اور ویٹی کن سٹی میں ایک ایک شامی لیگیشن قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

لاہور ۷ اپریل - محکمہ صحت پنجاب کے ڈائریکٹر کے ایک اعلان میں بتایا گیا ہے کہ قومی صحت کے انعامی مقابلے کے سلسلہ میں لکھے جانے والے مقالوں کے بھیجنے کی آخری تاریخ ۳۰ اپریل ہے۔ ۱۰ مئی غلط چھپ گئی ہے۔

واشنگٹن ۷ اپریل - آمدہ اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ جنگ کوریا اور مفاہمت کے بارے میں برطانیہ اور امریکہ کے درمیان کچھ اختلافات پیدا ہو گیا ہے۔ گو برطانوی حلقوں سے اس تضاد کی تصدیق نہیں ہوئی۔

درخواست دعاء

پروفیسر محمد عالم صاحب خالد کا اپریشن کامیاب رہا ہے اور اب حالت بفضل تعالیٰ روبصحت ہے۔ احباب صحت کاملہ کیلئے موصوف کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔

ایران میں مارشل لاء ختم

طہران ۷ اپریل - آج تین ہفتے کے بعد ایرانی میں مارشل لاء ختم کر دیا گیا۔ یہ مارشل لاء جنرل رزم آرا کی کابینہ کے ایک رکن شعبہ معارف کو قتل کرنے پر نافذ کیا گیا تھا۔ اب صرف جنوبی ایران کے بعض تیل کے علاقوں ہی میں مارشل لاء باقی ہے۔

لاہور ۷ اپریل - آج ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کو ملک خدا بخش کی جگہ زکوٰۃ کمیٹی کا صدر بنایا گیا۔

شام کی اقوام متحدہ سے درخواست

اسرائیل کے جارحانہ اقدامات پر غور کرنے کیلئے سلامتی کونسل کا اجلاس بلایا جائے

دمشق ۷ اپریل - شام نے اقوام متحدہ سے نام نہاد یہودی حکومت اسرائیل کے جارحانہ اقدامات پر غور کرنے کے لئے جلد از جلد سلامتی کونسل کا اجلاس طلب کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ مشرق وسطیٰ کے بی۔بی۔سی کے نامہ نگار کی رپورٹ کے مطابق سلامتی کونسل اگلے ہفتے یہ اجلاس منعقد کرے گی جس میں فلسطین کی تازہ ترین صورت حال پر غور کیا جائے گا۔ کل لبنانی وزیر اعظم سید ریاض الصلح نے اعلان کیا کہ ان کی حکومت بہرحال شام کی حمایت کرے گی۔ ادھر مصر نے بھی اقوام متحدہ میں اپنے نمائندے کو یہ سوال اٹھانے کی تاکید کی ہے ——— ماسکو ریڈیو نے آج برطانیہ اور امریکہ پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ سرحد پر یہودیوں کو شہ دے کر جنگی حالات پیدا کر رہے ہیں۔

تمام تعلیمی اداروں میں مسلم طلباء کے لئے قرآن پاک کی تعلیم لازمی کر دی گئی

کراچی ۷ اپریل - آج مرکزی ایوان نے مشرقی بنگال کے رکن اسد اللہ کی یہ تحریک منظور کر لی کہ پاکستان کے تمام تعلیمی اداروں میں قرآن پاک کی تعلیم مسلم طلباء کیلئے لازمی قرار دی جائے اور مرکزی حکومت اور صوبائی حکومتیں جلد از جلد اس بارے میں مؤثر اقدامات کریں۔ اسی سلسلے میں بحث کے دوران میں وزیر تعلیم پاکستان نے بتایا کہ پہلی ایجوکیشنل کانفرنس نے سارے پاکستان میں ہر قسم کی تعلیم کی بنیاد اسلامی نظریات پر رکھے جانے کی سفارش کی تھی۔ اس سفارش کے ماتحت بہت سی یونیورسٹیوں نے اپنے نصابوں میں تبدیلی کی ہے اور مانی تعلیم شروع کر دی ہیں۔

جناح عوامی مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے لیڈر

خان ممدوٹ منتخب ہوئے

لاہور ۷ اپریل - آج یہاں نواب افتخار حسین خان آف ممدوٹ کو پنجاب اسمبلی میں جناح عوامی مسلم لیگ پارٹی کا لیڈر منتخب کر لیا گیا۔ پارٹی کے اس اجلاس کی صدارت جناح لیگ کے کنوینر مسٹر حسین شہید سہروردی نے کی۔

گجرات کو سرگودھا سے ملانیوالی نئی سڑک

لاہور ۷ اپریل - گجرات اور سرگودھا کے درمیان ایک ۱۰۸ میل لمبی بڑی سڑک ۱۵ اپریل تک مکمل ہو جائے گی جس کے کھلنے سے چناب اور جہلم کے درمیانی علاقوں کے لئے کاروبار اور اناج کی نئی منڈیاں کھل جائیں گی۔ اور لاہور پر دباؤ کم ہو جائے گا۔ اس پر حکومت پنجاب کے ۳۰ لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں۔

مشرقی بنگال کی ۴۲ سکیمیں منظور

کراچی ۷ اپریل - آج پاکستان کے ترقیات کے بورڈ اور منصوبہ بندی کے کمیشن مشرقی بنگال کی ۵۹ میں سے ۴۲ ترقی کی سکیمیں منظور کر لیں۔ ان پر مجموعی حیثیت میں ۳۰ کروڑ روپیہ خرچ ہوگا۔ آج سوالات کے وقت وزیر خزانہ نے اس امر کا انکشاف کیا کہ اناج مہیا کرنے اور خریدنے کے لئے مرکزی حکومت نے مشرقی بنگال کو ۱۴ کروڑ ۸۷ لاکھ روپیہ دیا ہے۔ آج ایوان کو ایک سوال کے جواب میں بتایا گیا کہ پچھلے دنوں جو پاکستان کی ہاکی ٹیم برسلونا گئی تھی اس پر پندرہ ہزار روپے اور ہندوستان جانے والی پنجاب کی ہاکی ٹیم پر دس ہزار روپے خرچ ہوئے ہیں۔

آج اسمبلی میں ایک تحریک یہ بھی پیش ہوئی کہ پاکستان کے تمام اداروں میں اتوار کی بجائے جمعہ کو تعطیل ہوا کرے۔ لیکن وزیر داخلہ کے یہ یقین دلانے پر کہ حکومت پہلے ہی اس پر غور کر رہی ہے یہ تحریک واپس لے لی گئی۔ آپ نے بتایا کہ اب محض یہ امر زیر غور ہے کہ اس کا تمام کاروبار اور بین الاقوامی تجارت پر کیا اثر پڑے گا۔

نئی دہلی ۷ اپریل - آج یہاں بھی خبر دار کی ترسیل کی گئی ہے کہ ہندوستان میں امریکہ کے خلاف نفرت اور غصہ بڑھتا جا رہا ہے اور ممکن ہے کہ کشمیر میں متعین امریکی افسروں کے خلاف تشدد ہو جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان ٹائمز پریس میں چھپوا کر ۲ میکلگن روڈ لاہور سے شائع کیا

ایڈیٹر روشن دین تنویر بی اے - ایل ایل بی

روزنامہ الفضل لاہور

۸ر اپریل ۱۹۵۱ء

علمیت کا حجاب

ہم نے بارہا مولوی محمد حنیف صاحب ندوی مدیر "الاعتصام" گوجرانوالہ کی خدمت میں عرض کیا ہے۔ کہ آپ اپنی علمیت کا حد سے زیادہ مظاہرہ نہ کیا کریں۔ کیونکہ بسا اوقات زیادہ علم بھی حجاب بن جاتا ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ مولوی صاحب نے ہماری اس مخلصانہ گزارش پر کبھی توجہ مبذول نہیں فرمائی۔ جب بھی ان کو موقع ملتا ہے۔ اپنی علمیت کا اظہار فرماکر رہتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے "الاعتصام" کی اشاعت ۶ر اپریل میں "سخن فہمی عالم بالا معلوم شد" کے دلکش عنوان کے تحت ایک مقالہ افتتاحیہ رقم فرمایا ہے۔ جسکی تقریب یہ ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک تازہ رویا ۲۹ر مارچ ۱۹۵۱ء کے الفضل میں شائع ہوا تھا۔ جس میں حضور نے عالم رویا میں قرآن کی دیگر کتب خاصکر بائیبل پر فوقیت پر اپنا تقریر کرنا بیان فرمایا ہے۔ مولوی صاحب کو یہ بات گراں گذری ہے۔ اس لئے آپ فرماتے ہیں:۔

۲۹ر مارچ ۵۱ء کے الفضل میں میاں محمود کا ایک کشف شائع ہوا ہے۔ جس میں لفظ رب العٰلمین کی تشریح کی گئی ہے۔ کہ "رب صرف اسی معنوں پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ پیدا کرنے والا ہے۔ بلکہ اس امر پر بھی دلالت کرتا ہے کہ وہ نہایت ہی مناسب طور پر اسکی باریک در باریک قوتوں اور طاقتوں کو درجہ بدرجہ اور مناسب حال ترقی دیتا چلا جاتا ہے۔ اور عالمین کا لفظ محض زمین و آسمان پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ زمین و آسمان کے علاوہ مختلف اجناس کی مختلف کیفیتوں پر بھی دلالت کرتا ہے۔ اور یہ مضمون پہلی کتب میں بالکل بیان نہیں ہوا۔"

یہ الفاظ میاں صاحب کی ایک تقریر کا حصہ ہیں۔ جو انہوں نے عالم رویا میں فرمائی۔ اس کے بعد اس نکتہ کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔ کہ فی الواقع یہ ایک نیا نقطہ نگاہ ہے۔ جس کے ذریعہ رب العٰلمین کی آیت کی تفسیر ایک نئے رنگ میں اور نئے اسلوب سے کی جا سکتی ہے۔ جو نہایت بصیرت افروز اور علم پیدا کرنے والی ہوگی"۔

یہ نیا نقطہ نگاہ جس کو بیان کرنے کے لئے میاں محمود نے کشف و رویا کی آڑ لی ہے۔ عام و شائع و ذائع ہے اسکی تحقیق کے لئے بڑی بڑی کتب تفسیر کی ورق گردانی کی ضرورت نہیں۔ صرف راغب کی مفردات اٹھا کر دیکھ لی جائے۔ اس میں لفظ رب اور عالمین کے تحت کیا لکھا ہے۔ اور پھر فیصلہ کیا جائے۔ کہ ان کے دعووں میں سچائی کی مقدار کتنی ہے ....

ان تصریحات پر غور فرمایئے۔ اور بتایئے کہ خلیفہ صاحب نے جسے نیا نقطہ قرار دیا ہے۔ اور جس کو کشف و رویا میں معلوم کیا ہے۔ اس میں کیا اچنبھا پن ہے۔ اور کیا جدت ہے

اسی پر سلسلہ مرزائیہ کی تمام لن ترانیوں کو قیاس کر لیجیئے۔ اس قسم کی باتیں جاہل مریدوں اور جاہل مولوی فاضلوں میں بیٹھ کر تو سنائی جا سکتی ہیں۔ لیکن انہیں کوئی شخص بھی جس کے کندھوں پر سر ہے۔ اور سر میں بھیجا ہے حقیقت قرار نہیں دے سکتا۔"

(الاعتصام ۶ر اپریل ۵۱ء)

اس سے پہلے مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دل کھول کر عالمانہ گالیاں فرمائی ہیں۔ اور آپ کی تحقیر و تضحیک کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ہم اسکی جزا سزا تو اللہ تعالےٰ کے حوالے کرتے ہیں۔ یہاں صرف اتنا دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب نے باوجود "کندھوں پر سر اور سر میں بھیجا رکھتے ہوئے" دانستہ یا نادانستہ ایسی سخت غلطی کھائی ہے۔ کہ شاید جاہل سے جاہل ناخواندہ بھی نہیں کھا سکتا۔ کسی مولوی فاضل یا احمدیوں کا تو کیا ذکر۔

تاکہ ہماری بات سمجھ میں آسکے۔ ہم یہاں وہ رویا مکمل کا مکمل از سر نو درج کر دیتے ہیں۔

فرمایا:۔ سندھ جانے سے قبل میں نے دیکھا کہ برادرم عبدالشکور کنزے جرمن نومسلم نے مجھ سے کوئی سوال کیا ہے۔ اس سوال کے جواب میں میں نے اللہ تعالےٰ کی بعض صفات کو پیش کیا ہے۔ جن میں سے ایک رب بھی ہے۔ اس پر مسٹر عبدالشکور نے کہا۔ کہ ان صفات کا ذکر بائیبل میں بھی آتا ہے۔ اس فقرہ کے دونوں معنے ہو سکتے تھے۔ یہ بھی کہ چونکہ بائیبل میں بھی بعض صفات کا ذکر ہے۔ اس لئے یہ دلائل عیسائیوں پر بھی اثر کر سکتے ہیں۔ اور یہ معنے بھی ہو سکتے تھے۔ کہ گویا قرآن کریم بائیبل کی نقل کرتا ہے۔ میں نے ان دونوں معنوں کا خیال کر کے دل میں سوچا کہ یہ نومسلم ہیں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ ان کے دل میں یہ خیال آیا ہو۔ کہ قرآن کریم کی بہت سی تعلیم بائیبل سے ملتی جلتی ہے۔ پھر اس کی فضیلت کیا ہوئی۔ اس خیال کے پیدا ہونے پر میں نے بڑے جوش سے ان کے سامنے تقریر شروع کی کہ بائیبل میں جو یہ صفات آئی ہیں۔ ان سے قرآنی صفات کو امتیاز حاصل ہے بائیبل میں محض رسمی نام، کے طور پر وہ صفات بیان کی گئی ہیں۔ اور قرآن کریم نے ان صفات کی باریکیوں کو بیان کیا ہے۔ اور ان مضامین میں وسعت پیدا کی ہے۔ اور ان کے راز بیان کئے ہیں۔ چنانچہ میں نے کہا۔ دیکھو رب کا لفظ ہے۔ بائیبل نے بھی خدا تعالیٰ کو پیدا کرنے والا یا پالنے والا کہا ہے۔ یا زمین و آسمان کا رب کہا ہے۔ لیکن قرآن کریم یہ نہیں کہتا۔ بلکہ قرآن کریم سورہ فاتحہ میں خدا تعالیٰ کو رب العالمین کے طور پر پیش کرتا ہے اور لفظِ رب اور لفظِ عالمین دونوں اپنے اندر امتیازی شان رکھتے ہیں۔ رب صرف اسی مضمون پر دلالت نہیں کرتا۔ کہ وہ پیدا کرنے والا ہے۔ اور پالنے والا ہے۔ بلکہ اس امر پر بھی دلالت کرتا ہے۔ کہ وہ نہایت ہی مناسب طور پر اسکی باریک در باریک قوتوں اور طاقتوں کو درجہ بدرجہ اور مناسب حال ترقی دیتا چلا جاتا ہے۔ اور عالمین کا لفظ محض زمین اور آسمان پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ زمین و آسمان کے علاوہ مختلف اجناس کی مختلف کیفیتوں پر بھی دلالت کرتا ہے۔ اور یہ مضمون پہلی کتب میں بالکل بیان نہیں ہوا۔ مثلاً عالمین میں جہاں یہ مراد ہے کہ اس جہان کا بھی رب ہے اگلے جہان کا بھی رب ہے۔ آسمانوں کا بھی رب ہے۔ اور زمینوں کا بھی رب ہے۔ وہاں اس طرف بھی اشارہ ہے۔ کہ عالمِ اجسام اور عالمِ ارواح اور عالمِ نساء اور عالمِ رجال اور پھر عالمِ فکر اور عالمِ شعور اور عالمِ تصوّر اور عالمِ تقدیر اور عالمِ عقل ان سب کا بھی وہ رب ہے۔ یعنی وہ صرف روٹی ہی مہیا نہیں کرتا۔ وہ صرف انہی چیزوں کو مہیا نہیں کرتا۔ جو جسموں کو پالنے والی ہیں۔ بلکہ وہ ارواح کے پالنے کا بھی سامان کرتا ہے۔ اور پھر مختلف تقاضے جو انسان کی فطرت میں پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے نشوونما کے لئے اس نے قرآن کریم میں تعلیم دی ہے۔ چنانچہ اسی قسم کے مضمون پر میں تفصیلی لیکچر ان کے سامنے دے رہا ہوں۔ اور خود مجھے نہایت لذت اور سرور حاصل ہو رہا ہے۔ اور میں محسوس کرتا ہوں کہ ایک نیا مضمون اور نئی کیفیت میرے اندر پیدا ہو رہی ہے۔ یہی لیکچر دیتے دیتے میری آنکھ کھل گئی۔

فی الواقعہ یہ ایک نیا نقطہ نگاہ ہے۔ جس کے ذریعہ رب العالمین کی آیت کی تفسیر ایک نئے رنگ میں اور نئے اسلوب سے کی جا سکتی ہے۔ جو نہایت بصیرت افروز اور علم پیدا کرنے والی ہوگی۔"

اب معمولی سے معمولی سمجھ کا آدمی بھی اس کو پڑھ کر سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہاں بائیبل پر قرآن کریم کی فوقیت بیان ہو رہی ہے۔ اس لئے "پہلی کتب" سے مراد قرآن کریم کے مقابلہ میں بائیبل وغیرہ کتب ہیں۔ مگر مولوی صاحب چونکہ احمدیت پر محض اعتراض کے لئے اعتراض کرنے کے عادی ہیں۔ اس لئے اتنی سیدھی سی بات بھی سمجھنے سے عاری ہیں۔ اور آپ کی علمیت خود ہی حجاب بن گئی ہے۔ اور کندھوں پر سر اور سر میں بھیجا کچھ کام نہیں آسکا۔

اگر مولوی صاحب اپنی علمیت کے دبیز پردے میں سے حقیقت کو دیکھ لیتے۔ تو شاید انہیں امام راغب کے مفردات کی بھی ورق گردانی نہ کرنی پڑتی۔ مگر شاید یہ ہمارا حسنِ ظن ہی ہے۔ ابھی ایک اور ٹھوکر ان کے راستہ میں موجود تھی۔ اور وہ یہ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آخر میں فرمایا ہے "فی الواقعہ یہ ایک نیا نقطۂ نگاہ ہے۔ جس کے ذریعہ سے رب العالمین کی آیت کی تفسیر ایک نئے رنگ میں اور نئے اسلوب سے کی جا سکتی ہے۔"

اب اگر مولوی صاحب واقعی عالم ہوتے تو ان کو معلوم ہوتا۔ کہ "نیا" کے لفظ کی وسعتیں کیا ہیں۔ نئی بات یا نئے نقطۂ نگاہ کے یہ معنی کبھی آج تک کسی نے نہیں سمجھے۔ کہ جب سے دنیا بنی ہے۔ پہلے یہ بات کسی نے نہیں کہی۔ یا کسی نے اس نقطہ نگاہ کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ نئے کے معنی کئی پہلوؤں سے سمجھے جاتے ہیں۔ مثلاً ایک یہ کہ موجودہ دور میں یہ نئی بات یا نیا نقطہ نگاہ ہے۔ یا یہ کہ پہلے اس کی طرف کسی نے اشارہ ہی کر دیا ہے۔ مگر اس کو اس تفصیل سے یا زور سے بیان نہیں کیا۔ کہ اس کا عام لوگوں کو صحیح ادراک ہو جاتا وغیرہ وغیرہ

مولوی محمد حنیف صاحب کا اس جملہ پر اعتراض ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ پادری لوگ اور مستشرقین قرآن کریم پر کیا کرتے ہیں۔ اور اسکی حکمت آمیز باتوں کا کھوج قدیم اقوام کی کتب سے نکالا کرتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے اگر اس قسم کے استدلال کو صحیح سمجھا جائے۔ تو قرآن کریم کی کسی بات کو "جدید" ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ مگر مولوی صاحب قرآن کریم کے متعلق ایسے استدلال کو غلط سمجھتے ہیں۔ اور اس تعلق میں جدید کے معنی کچھ اور ہی کرتے ہیں۔ اگر آپ عدل و انصاف سے کام لیتے اور اعتراض کے لئے اعتراض کے جذبہ سے متاثر نہ ہوتے تو ہرگز یہ بے معنی افتتاحیہ رقم نہ فرماتے۔ مگر افسوس ہے کہ آپ طبیعت سے مجبور ہیں۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ مولوی صاحب ندوہ کے پڑھے ہوئے عالم ہیں۔ مگر ؎

ہزار نکتۂ باریک تر زمو اینجاست
نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

سرزمینِ ربوہ کا تاریخی پس منظر

ماحول کا جائزہ

از ممتاز صحرائی صاحب لنگو مخدوم

اب تک میں جو حالات بیان کر چکا ہوں وہ اس سرزمین کا تاریخی پس منظر بے نقاب کرنے کے لئے بڑی جستجو سے فراہم کئے گئے تھے۔ لیکن اب میں یہاں کے حالات حاضرہ کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھتا ہوں۔ یہ حالات معلوم کرنے کے لئے اگرچہ لٹریچر کا مطالعہ کرنا نہیں پڑا۔ لیکن پھر بھی ضروری اور درست معلومات حاصل کرنے کے لئے بڑی کاوش سے کام لینا پڑا ہے۔ میں نے ربوہ کے نواح میں گھوم کر اور یہاں کے ماحول کا جائزہ لینے کے دوران میں یہ نتیجہ حاصل کیا ہے کہ اس علاقہ میں جو اقوام آباد ہیں۔ سوائے چند ایک کے باقی سب نووارد مسلم اقوام سے تعلق رکھتی ہیں۔ نوانے۔ رہان۔ کھوکھر۔ اعوان۔ سید میکلے۔ رانجھے۔ مخدوم۔ گوندل۔ گلوتر۔ باز۔ بلوچ۔ لالی۔ نیکو کارے۔ بھٹی۔ ہرل۔ خوجے یہاں کی مشہور اقوام ہیں۔ آخری تین اقوام کے سوا باقی سب کے متعلق مشہور ہے کہ اسلامی حکومت کے عہد میں یہ لوگ مختلف وقتوں میں بیرونی ممالک سے کھسک کر یہاں پہنچے۔ ان کے عادات و اطوار کو دیکھ کر اور ان کے تمدن کے آثار سے صاف معلوم ہونے لگتا ہے۔ کہ واقعی نسلی طور پر ان کا رشتہ عرب و ایران اور دوسری بیرونی ریاستوں کی اقوام سے ملتا ہے۔ زیادہ کھوج لگانے سے ان کے قدیم وطن کو بھی صحیح طور پر ڈھونڈا جا سکتا ہے۔ ان اقوام میں سے مخدوم۔ رہان۔ نوآنے۔ لالی۔ سید۔ بھٹی نیکو کارے اور خوجے زیادہ صاحب ثروت ہیں اس لئے ان میں سے بعض افراد کو بہت بڑی شہرت اور عزت حاصل ہے۔ اور بعض لوگ معمولی درجہ کی زندگی بسر کرتے ہیں

ان زمیندار اقوام کے علاوہ موچی۔ مسلم۔ شیخ۔ لوہار اور ترکھان وغیرہ پیشہ ور لوگوں کی یہاں اکثریت ہے۔ یہ غریب طبقہ کے لوگ بھی مسلم شیخوں کے سوا بیرونی مسلم قبائل کی اولاد ہونے کے دعویدار ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ موجودہ پیشے اختیار کرنے کی وجہ سے ہماری اصلیت غائب ہو گئی ہے۔ بہرکیف یہ اقوام ہیں جو ربوہ کے ارد گرد آباد ہیں۔ اور ان کو پرانی آبادی کے لوگ کہا جاتا ہے۔ ان لوگوں کی تہذیب اور تمدن، زبان اور زندگی کے تمام دوسرے مسائل پرانی آبادی کی دوسری تمام اقوام کے ساتھ ملتے جلتے ہیں۔ جو ضلع گجرات کی تحصیل پھالیہ۔ ضلع سرگودھا کے علاقہ دوآبہ چج یا چنیہ۔ ضلع جھنگ تمام تر۔ ضلع لائلپور شیخوپورہ اور گوجرانوالہ کی تحصیل حافظ آباد میں پائی جاتی ہیں۔ ان علاقوں کے لوگ ایک ہی طرح کی زبان بولتے ہیں۔ ایک ہی قسم کے گیت گاتے ہیں۔ ایک ہی طرح کا لباس پہنتے ہیں۔ اور تقریباً ایک ہی طرح کی ان میں بیاہ شادیوں اور دوسری تقریبوں کی رسوم پائی جاتی ہیں۔ ربوہ پرانی آبادی کے اس سرکل کا سنٹر ہے جسے دوسرے علاقوں کے اور شہری لوگ جانگلیوں کا وطن کہتے ہیں۔

عجیب بات ہے کہ بعض لوگ اس علاقہ کے اعلےٰ تعلیم یافتہ آدمیوں کو بھی جنگلی کہہ دینے سے نہیں چوکتے۔ غالباً ایسا کہنے والوں کی اس سے جنگل والے علاقے کے آدمی مراد ہوتی ہوگی۔ اور عقل و دانش کے لحاظ سے انہیں معقول انسان سمجھا جاتا ہوگا۔ کیونکہ پرانی آبادی کے اس سرکل سے بہت سے لوگ اعلےٰ تعلیم حاصل کر کے گورنمنٹ کے اعلےٰ عہدوں پر سرفراز ہیں۔ لیکن اس میں شک نہیں ہے ربوہ کے پڑوس کا علاقہ بہت ہی پس ماندہ ہے۔ یوں تو ضلع جھنگ سارے کا سارا بڑی حد تک قابل اصلاح ہے۔ لیکن ربوہ کا پڑوس جس کو علاقہ لالیاں کہتے ہیں اصلاحی کاروبار اور اس کے نتائج کے لحاظ سے بہت خراب حال ہے۔ آباد بستیوں کی بڑی تعداد موجود ہے۔ لیکن ان بستیوں میں رہنے والے ہزاروں لوگوں کے لئے سکول ہسپتال نہ ہونے کے برابر ہیں۔ بہت سی زمینیں غیر آباد پڑی ہیں۔ اور ذرائع آمدورفت مسدود ہیں۔ پکی سڑک لائل پور سرگودھا روڈ کے سوا نام کو نہیں پائی جاتی۔ ارد گرد کے گاؤں میں خال خال آدمی معمولی نوشت و خواند کی قابلیت والے پائے جاتے ہیں۔

غرض یہ زندگی کی نئی آسائشوں سے بڑی حد تک محروم ہیں۔ حکومت کے نمائندے اس علاقہ میں گھوم کر یہاں رہنے والوں کی تکلیفات کو دیکھتے ہیں۔ مگر بیسیوں برس گزر جانے پر بھی اس علاقہ کی بہتری کے لئے کسی نے کوئی اصلاحی قدم نہیں اٹھایا۔ حالانکہ یہ لوگ اڑے وقت میں حکومت کی دل کھول کر امداد کرتے رہے ہیں۔ لیکن حکومت نے ان کی خدمت گزاری اور وفاداری کا لحاظ کر کے اس علاقہ کی سب سے بڑی سڑک جو احمد نگر سے شروع ہو کر شمال کی طرف ریاست جموں کی طرف چلی جاتی ہے۔ اسے ایک معمولی درجہ کا gang رکھ کر آمدورفت کے قابل بنانے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی۔ اب ربوہ میں جماعت احمدیہ کا مرکز قائم ہو جانے پر لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئی ہیں۔ کہ احمدی لوگ کوشش کر کے اس سڑک کو قابل استعمال بنوانا چاہتے ہیں۔ یہ بات صحیح ہے۔ کہ اگر یہ سڑک تیار ہو جائے۔ تو جہاں اہل ربوہ کو تجارتی اغراض کے لئے بہت بڑی آسانیاں میسر ہو جائیں گی۔ وہاں اس علاقہ کے لوگوں کو بھی بے شمار فائدے پہنچ سکتے ہیں۔ اور یہ علاقہ اسی ایک سڑک کے تیار ہو جانے کی بنا پر عظیم الشان ترقی حاصل کر سکتا ہے۔ بدوں اس کے خاص طور پر ربوہ کا شمالی حصہ تو ایک جزیرے کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کا اچھی قسم کی زندگی بسر کرنے والے باہر کے لوگوں سے تعلق کٹا ہوا ہے۔ اس علاقہ کے لینڈ لارڈز اور ہر قسم کے متمول لوگ بھی اس تکلیف میں برابر کے حصہ دار ہیں۔ کیونکہ سرمایہ کے ہوتے ہوئے وہ اپنی زندگی کو پر آسائش نہیں بنا سکتے۔

اکثریت ایسے لوگوں کی ہے۔ جو عدم تربیت یا معاشی ذرائع کے فقدان کی وجہ سے نیم فاقہ مست ہیں۔ اور بڑی جدوجہد کے باوجود بھی اپنے یا اپنے کنبے کے لئے پورے لباس کا انتظام نہیں کر سکتے۔ لیکن قدامت پسند ہیں۔ جیتے مرتے ایک ہی مقام پر اپنے آباؤ اجداد کی ہڈیوں کے پڑوس میں خود بھی پیوند خاک ہو جاتے ہیں۔ اور کہیں اور جا کر بے کسی کی موت مرنا گوارا نہیں کر سکتے۔ اسی طرح کی زندگی بسر کرنے کے یہ لوگ اتنے عادی ہو چکے ہیں۔ کہ ایسی زندگی میں کوئی خوشگوار انقلاب آنے کا کبھی انہوں نے گمان ہی نہیں کیا۔ اور یہ عقیدہ ان کے ہاں مذہبی رنگ اختیار کر گیا ہے۔ کہ ازل سے ہمارے لئے اسی قسم کی زندگی بسر کرنا مقدر ہے۔ اب زیادہ تنگ و دو سے نظام قدرت کو کس طرح بدلا جا سکتا ہے۔ البتہ اگر خدا نے اعلیٰ قسم کی زندگی بسر کرنے کا ہمارے لئے بھی کوئی وقت مقرر کر رکھا ہے۔ تو عالم الغیب ایسے انقلاب کے لئے خود اسباب پیدا کر دے گا۔ اسی افتاد طبع کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ عوام زبردست لوگوں کے ہر قسم کے جور و ستم سہنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ اگر بستی کا کوئی سردار یا بڑا زمیندار ان کے ساتھ کوئی زیادتی کرے۔ تو کہتے ہیں "کیا ہوا یہ ہمارے مائی باپ جو ٹھہرے"۔ لیکن دوسری طرف اس قسم کے بعض "مائی باپ" بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ ان لوگوں کو خدا نے ہماری پر آسائش زندگی کے لئے permanent قسم کا سامان مقرر فرما رکھا ہے۔ اسے جس طور سے چاہیں۔ ہمیں استعمال کرنے کا حق حاصل ہے۔ بہت سے لوگوں میں وہی نیرو و Caesar کی سی روح کارفرما ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں ہے۔ کہ بڑی قسم کے لوگوں میں ہر عمر کے ایسے افراد بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ جو زیردستوں کے ساتھ بہت بڑا اخلاص رکھتے ہیں۔ اور وہ عوام اور اپنے متعلقہ کمزور لوگوں کی تکلیف سے بے چین ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی تکلیف دور کرنے کے لئے یا انہیں فائدہ پہنچانے کے لئے بڑی بڑی قربانیوں سے دریغ نہیں کرتے۔

قدامت پسندی کا یہ حال ہے۔ کہ یہاں اکثریت بے مالک زمینداروں یعنی کسانوں کی ہے۔ یہ لوگ انتہائی خراب حالی میں بھی نہ علاقہ بدلتے ہیں۔ اور نہ یہ پیشہ کاشتکاری بدلتے ہیں۔ جیسی بھی تھوڑی یا زیادہ بری یا بھلی زمین مل جائے۔ اسی کو غنیمت شمار کر کے جوتنے پر کمربستہ رہتے ہیں۔ اور توکل علی اللہ کر کے اچھے نتائج کی امید پر بے آب زمین میں جا کر بیج بکھیر دیتے ہیں۔ پھر کنبے کے تمام افراد کی زندگیاں ایسے کھیتوں کی پاسبانی کے لئے وقف ہو جاتی ہیں۔ میں نے اس علاقہ میں ایسی اندوہناک زندگیوں کے مناظر بھی دیکھے ہیں۔ کہ بعض حرماں نصیب لوگ مجبورِ افلاس ہو کر آبادی سے نکل کر بال بچوں سمیت بیابان میں چلے گئے ہیں۔ اور صد درجہ ناقص قسم کی زمین ہی کرید کر زندگی کا سہارا بنا لیا ہے۔ اور جنگلی جانوروں کی طرح زمین میں ایک بہت بڑا گڑھا کھود کر اور اس پر چھت ڈال کر اسے گھر بنا رکھا ہے۔

اگر یہ زمینیں سائنٹفک طریقوں سے آباد ہو جائیں۔ اور یہاں کے ذرائع آمدورفت اور نقل و حمل میں آسانیاں پیدا کرنے کے لئے مذکورہ بالا سڑک کی اصلاح ہو جائے۔ تو اس علاقہ کے بڑے زمینداروں کو ہر طرح کی آسانیاں میسر ہو جانے کے علاوہ عوام کی اقتصادی حالت میں بھی بہت بڑا بابرکت انقلاب آ سکتا ہے۔ لیکن محض ایسی صورت کا پیدا ہو جانا جس سے ان لوگوں کی اقتصادی بدحالی کا علاج ہو جائے۔ اور ان کے گھروں میں پہلے کی نسبت زیادہ مقدار میں دولت داخل ہونے لگ جائے، کافی نہیں ہو سکتا۔ جب تک انہیں دولت کے صحیح مصرف سے آگاہی حاصل نہ ہو جائے۔ یہ لوگ گھٹیا قسم کی زندگی بسر کرنے کے عذاب سے نجات حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ لوگ بڑی مشکل سے روپیہ کماتے ہیں۔ اور بڑی کوشش سے ضائع کر دیتے ہیں۔ اور جائز اخراجات کے لئے روپیہ نکال کر کافی رقم ان کے پاس بچ سکتی ہے۔ لیکن اس فاضلہ رقم پر کنٹرول رکھنے کی ان میں صلاحیت نہیں ہوتی۔ اس لئے غیر ارادی طور پر اسے ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ اور پھر مقروض بھی ہو جاتے ہیں۔ اس غرض اگر کوآپریٹو سوسائٹیز اور سیونگ بنکوں میں انہیں حساب کھلوا کر روپیہ محفوظ کرنے کی عادت ہو جائے۔ تو یہ آسانی سے آسودہ حال رہ سکتے ہیں۔ لیکن جہالت اور عدم تربیت نے انہیں بہت بے راہرو بنا رکھا ہے۔ اور یہاں کے ہر طبقہ کے لوگوں کی عملی زندگی کا حلیہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ تہذیب و تمدن اور مذہب وغیرہ کے لحاظ سے اصلاح کرنے کے لئے

ان کا کوئی دردمند لیڈر نہیں ہے پیدا ہوتے ہیں۔ اور ایک عرصہ تک زندگی کی تمام قدروں سے بے بہرہ رہ کر فوت ہو جاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس علاقہ کے لوگ دماغی طور پر بہت بڑی قوت کے مالک ہیں۔ اور تھوڑی تربیت کے بدلے زیادہ اثر گوارا کرتے ہیں۔ لیکن کسی تربیتی نظام میں منسلک نہ ہونے کی وجہ سے ان کی قابلیت کے تمام جوہر بے کسی کی حالت میں ضائع ہو جاتے ہیں۔

سوسائٹی کے جدید اصول

یہاں نظریاتی لحاظ سے بھی اور عملی طور پر بھی زندگی اکثر دلچسپ اصولوں کا مرقع ہوتی ہے۔ زندگی کی اس اس ترکیب کا سب سے بڑا ذمہ دار یہاں کا ناخوشگوار ماحول ہے۔ جس نے جبری طور پر انسانی مخلوق کے ذہنی سانچے بگاڑ کر رکھ دیئے ہیں۔ اور ان کی درستی کے لئے غیر معمولی کوشش اور قوت کی ضرورت ہے۔ مثلاً ان لوگوں میں چوری کا بڑا رواج ہے۔ کیریکٹر کے لحاظ سے چوری ایک بڑا خطرناک اور مذموم فعل ہے۔ جس کی اسلام نے سزا قطع ید تجویز کر رکھی ہے مجھے نہیں معلوم دنیا کی کسی اور قوم کے افراد کی یہ ذہنیت ہو۔ لیکن یہاں کی سوسائٹی کے تھوڑے افراد کو چھوڑ کر زیادہ لوگوں میں چوری کو ایک بہادرانہ پیشہ خیال کیا جاتا ہے۔ چوری کے کسی کیس کا تصفیہ ہو جانے کے بعد بڑے فخر کے ساتھ واردات کو مبالغہ آمیز رنگ میں بیان کرتے پھرتے ہیں۔ چوری کی کوئی شخص جتنی وارداتیں زیادہ کرتا ہے اور جتنی دفعہ زیادہ جیل سے ہو کر آتا ہے۔ سوسائٹی میں اتنی ہی اسکی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ اور لوگوں کے دلوں پر اس کی بہادری کا سکہ جمنے لگتا ہے۔ بہت سے لوگ چوری کی وارداتوں میں بے باک ہو کر اتنی ترقی کر جاتے ہیں کہ وہ اس کام کو ایک مستقل پیشہ کی صورت میں اپنا لیتے ہیں۔ اور اس کاروبار کو جاری رکھنے کے لئے چوروں کی کسی طاقتور انجمن میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یا خود ایک طاقتور انجمن بنا لیتے ہیں۔ پولیس اور دوسرے نیکدل لوگوں کی کوشش کے باوجود اس قسم کے پیشہ ور چوروں اور انجمنوں کے شر سے بے گناہ لوگ تکلیف اٹھاتے رہتے ہیں۔ اور یہ جرائم پیشہ لوگ اپنے مخالفین اور پولیس سے طرح طرح کے نقصانات اٹھاتے رہتے ہیں۔ لیکن جب تک ان کی جسمانی قوتیں موجود رہتی ہیں۔ یہ جرائم کے عادی لوگ اس کام سے دستبردار نہیں ہوتے۔

اگرچہ چوری کے سلسلہ میں یہ حالات صرف ضلع جھنگ کے اس شمالی حصہ پر ہی چسپاں نہیں ہوتے جو ربوہ کے اردگرد پھیلا ہوا ہے۔ بلکہ یہ حالات پورے طور اضلاع جھنگ سرگودھا گجرات شیخوپورہ گوجرانوالہ لائلپور اور منٹگمری کی پرانی آبادی کے جنگلی باشندوں میں بھی پھیلے ہوئے ہیں۔ میں نے ۱۹۲۸ء میں روزنامہ انقلاب میں اس موضوع پر ایک مضمون شائع کرایا تھا جسے لوگوں نے بہت دلچسپی کے ساتھ پڑھا تھا۔ لیکن پچھلے دنوں روزنامہ امروز لاہور کے ایک سنڈے ایڈیشن مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۵۰ء میں "چوروں کا ضابطہ عمل" کے عنوان سے میرا ایک اور طویل مضمون شائع ہوا تھا۔ اس میں اس قسم کے لوگوں کے پراسرار حالات کو تفصیل کے ساتھ ظاہر کر دیا گیا ہے۔ چونکہ یہ سب باتیں ربوہ کے گرد پھیلے ہوئے چوری کو پسند کرنے والے لوگوں کے ساتھ بھی تعلق رکھتی ہیں۔ اس لئے ان میں سے بعض دلچسپ باتوں کا یہاں اعادہ کرتا ہوں۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ اخلاقی نقطہ نگاہ سے چوری کو مذموم نہیں سمجھا جاتا۔ اور سوسائٹی میں سب سے زیادہ وارداتیں کرنے والے کا مرتبہ بڑا بلند ہو جاتا ہے۔ اس صورت حالات نے چوری پیشہ لوگوں کو ایک "با اصول فرقہ" میں تبدیل کر دیا ہے۔ اس فرقہ کے اصول اور قواعد و ضوابط ہوبہو اسی احتیاط کے ساتھ وضع کئے گئے ہیں۔ جس طرح دنیا کی متمدن اور مہذب اقوام کے لوگ اعلیٰ قسم کی انجمنوں کو چلانے کے لئے اصول کار وضع کرتے ہیں۔ چوروں کی بعض جماعتوں نے تو ایسے قواعد و ضوابط مرتب کر رکھے ہیں۔ جن کو دیکھ کر ان کے متعلق اچھا خاصا مذہبی فرقہ ہونے کا گمان گزرتا ہے۔ جس کی تیاری میں بہت بڑی روحانی قوت کا دخل ہو۔ مثلاً بعض چور منگل کی رات کو چوری کی کوئی واردات نہیں کرتے ان کا عقیدہ ہے کہ منگلوار کی رات کو چوری کرنے سے جان اور مال کا خطرہ ہے۔ اسی طرح چوری پر جاتے ہوئے کئی چور راستے میں سانپ کو دیکھ کر اسے ہلاک کرنا خطرناک سمجھتے ہیں۔ اور اپنی جمعیت کے لئے تین کا عدد بھی ان کے نزدیک منحوس ہوتا ہے۔ بہت سے چور واردات پر رخصت ہونے سے پہلے مال مسروقہ سے گیارھویں والے پیر صاحب کا حصہ بطور نذر مان لیتے ہیں۔ اور واپسی پر وہ حصہ دیانتداری سے نکال کر حقداروں کو پہنچا دیتے ہیں۔ اگر گیارھویں والے پیر صاحب کے حصہ کی نذر نہ مانیں تو علاقے کے کسی اور بزرگ کی خانقاہ پر چڑھاوا چڑھانے کا عہد کر کے گھر سے رخصت ہوتے ہیں۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ چور کوئی مویشی چرا کر کسی مقدس بزرگ کی خانقاہ پر سلام کرانے کے لئے رات کو خفیہ طور پر لے آتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں اب یہ بزرگ ہمارا راز فاش نہ ہونے دے گا۔ کئی چور تو بعض زندہ پیروں سے دعا کرا لیتے ہیں کہ کسی معاملہ میں ان کی پڑتھدی نہ ہو اور ان کے کام کاج میں آسانی پیدا ہو۔ اور بعض پیر صاحبان ازراہ ہمدردی اپنے معتقد چوروں کو تعویذ گنڈا بھی لکھ کر دے دیتے ہیں۔ جنہیں یہ لوگ بطور تبرک اپنی لاٹھی کے ساتھ باندھ کر لوگوں کو لوٹنے کے لئے گھر سے چل کھڑے ہوتے ہیں۔!

بعض بڑے بڑے نامی چوروں کی یہ کیفیت بھی پائی گئی ہے کہ وہ نماز روزوں کے پابند ہوتے ہیں۔ اور دیگر ارکان اسلام کے ساتھ بھی ان کو محبت ہوتی ہے۔ اور ظاہری عادات و اطوار کے لحاظ سے وہ بہت بڑے مومن معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن چوری کی وارداتوں میں زندگی کا سب سے بڑا لطف محسوس کرتے ہیں۔ مجھے ربوہ کے پڑوس میں ایک دفعہ ایک نامی چور نے بتایا۔ کہ میرا یہ پکا دستور ہے کہ نقب لگانے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھ لیا کرتا ہوں۔ پھر دعا مانگ کر دیوار گرانے کا کام شروع کرتا ہوں۔ یہ اسی کام کی برکت کا نتیجہ ہے۔ کہ میرے لئے کہیں بھی کوئی خطرناک موقعہ پیدا نہیں ہوا!! اس قسم کی نماز کا جب مولانا عبدالمجید صاحب سالک کو علم ہوا تو انہوں نے اسکا نام "الصلوٰۃ تحیۃ السرقۃ" رکھدیا تھا۔ اور ازراہ تفنن طبع کئی بار اس کا افکار و حوادث میں ذکر کیا۔

آپ نے ان حالات کو پڑھ کر کہا ہوگا۔ یہ اخلاقی پستی کا انتہائی مقام ہے۔ جو مذہب کے ساتھ کھلی بغاوت کر کے اختیار کیا گیا ہے بے شک ان حالات کو دیکھ کر ایسے خراب حال لوگوں کے متعلق ان کے مناسب حال ایسا فتوےٰ لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ چوری کو چوری سمجھ کر یا دوسرے لفظوں میں قابل مذمت فعل سمجھ کر نہیں کرتے۔ دراصل ان کے اس پیشہ کے ساتھ کچھ تاریخی واقعات کا تعلق ہے۔ کچھ ماحول کا تقاضا ہے۔ یعنی آج سے پچاس برس پہلے جب نہروں کا اجرا نہیں ہوا تھا۔ ہر طبقہ کے لوگوں کی اقتصادی حالت خراب تھی۔ لوگوں کی اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے زیادہ تر لوٹ کھسوٹ سے کام لینا پڑتا تھا۔ یہ سلسلہ بڑی مدت تک جاری رہا۔ اور کئی نسلوں نے ایسے حالات میں جنم لیا۔ پرورش پائی۔ اور اپنے بزرگوں کو چوری بہ ارادہ دیکھکر اور اسکی ضرورت محسوس کر کے خود بھی اس کام کو سنبھال لیا۔ حتےٰ کہ جب ملک میں ایک خوشگوار اقتصادی انقلاب برپا ہو گیا۔ تو یہ پیشہ ان میں راسخ ہو جانے کی وجہ سے نہ چھوٹ سکا۔

اس کے علاوہ ان لوگوں کے ماحول نے ان کی مقامی سیاسیات کو کچھ ایسی راہ پر رواں کر رکھا ہے کہ چوری کی وارداتیں کرنا ان کے لئے ناگزیر ہے اس قسم کی باتوں سے یہاں کی آبادی کے ایک حصے کی نگاہوں میں چوری کو ایک مخصوص حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ ایک ایسی حیثیت جو قابل رشک حد تک پہنچی ہوئی ہے اور جن لوگوں کو یہ پیشہ اپنانے کی ضرورت ہوتی ہے وہ اپنی ذہنی کیفیت کے اعتبار سے اس کے لئے قواعد و ضوابط بھی وضع کر لیتے ہیں۔ اور ایسا کرتے وقت ان کی آنکھوں سے چوری کی مذمومیت اوجھل ہوتی ہے۔ وہ کسی واردات کو مکمل کرنے کے دوران میں یوں سمجھتے ہیں کہ وہ ایک فرض منصبی ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس وقت اس قسم کے لوگوں کے متعلق مجھے موسیو لیبان کی رائے یاد آگئی ہے۔ اس نے اپنی مشہور تصنیف "نفسیات" میں جرائم پیشہ لوگوں کی نفسیات پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"میرے خیال میں فلسفیانہ حیثیت سے جماعت کی جانب مجرمانہ افعال کا انتساب کرنا سخت غلطی ہے۔ یہ درست ہے کہ جماعت کے بعض افعال بعض اوقات جرم کی حد کے اندر آجاتے ہیں۔ لیکن یہ جرائم اسی طرح کے ہوتے ہیں۔ جس طرح درندے جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور باوجود اسکے درندوں کو کوئی مجرم نہیں کہتا بات یہ ہے کہ جماعت سے جو جرائم سرزد ہوتے ہیں۔ وہ کسی ہیجان شدید کی بدولت اس سے وقوع میں آتے اور اس ہیجان شدید سے متاثر ہو کر جو افراد جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایک واجب یا فرض ادا کر رہے ہیں"۔

بس یہی کیفیت ہمارے ان لوگوں کی ہے لیکن موسیو لیبان کے مندرجہ بالا بیان کے برخلاف ہم ان لوگوں کو مجرموں کی فہرست میں لانے سے باز نہیں رہ سکتے اور نہ ہی ان کے جرائم کی شان ارتکاب ان کی بریت کے لئے سفارش ہو سکتی ہے۔

جیسا کہ میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں۔ ان لوگوں پر ایک نفسیاتی کیفیت طاری ہے۔ جس نے یہاں کے لوگوں کے سوا ملک کے ایک بڑے علاقہ کی آبادی کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ جس کے نتیجہ میں چوری کے علاوہ بہت سے لوگ دوسری قسم کے بڑے بڑے اخلاقی جرائم کا بھی ذوق و شوق کے ساتھ ارتکاب کرتے ہیں اور ان کے بدنتائج سے محفوظ رہنے کے لئے پارٹیوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ہر گاؤں میں بالعموم وہاں کے باشندے دو پارٹیوں میں بٹے ہوئے تھے۔ ان لوگوں کا فرض ہے کہ چوری اغواء، دھوکہ، فریب یا اسی قسم کی دوسری کارستانی کے بدلے ان کی پارٹی کے کسی ممبر کو گزند پہنچنے لگے تو وہ اس کی ہر ممکن امداد کریں۔ اس قسم کی پارٹی بازی کا دائرہ پھیل کر کئی دوسرے گاؤں اور اقوام تک چلا جاتا ہے اور اسکی وسعت کے اضافہ کے ساتھ ساتھ اقسام کار میں زیادتی ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور اس میں خانگی باتوں سے لے کر اعلےٰ قسم کے سیاسی مسائل کو بھی دخل حاصل ہو جاتا ہے۔

یہ اس قسم کے حالات ہیں جب تک ان کے بنیادی اسباب کو نہ بدلا جائے انکی اصلاح ممکن نہیں ہے۔ اس علاقہ کی زمیندار اقوام کے بہت سے نیکدل آدمی اپنی رعیت کے لوگوں اور اپنے پڑوسیوں کی اصلاح کرنے کی خواہش رکھتے ہیں لیکن یہ لوگ کوئی غیر معمولی قسم کی مادی یا روحانی طاقت نہیں استعمال کر سکتے نہ وسیع تنظیم کا اہتمام کر سکتے ہیں اور بدقسمتی سے حکومت کی توجہ پہلے ہی یہاں کی طرف مرکوز نہیں ہوتی۔ اسلئے بادی النظر میں یہاں کی خراب حالی ہمیشہ کے لئے ایسی ہی محکم معلوم ہوتی ہے بجز اسکے کہ ان کی بہتری کے لئے کوئی غیبی انتظام ہو جائے (باقی)

لڑکی کی شادی پر دعوت کرنا ایک بدعت ہے

(از مکرم قاضی علی محمد صاحب سیالکوٹ)

کچھ عرصہ ہوا۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جماعت کو تاکیداً ارشاد فرمایا تھا۔ کہ جماعت میں لڑکی کی شادی پر دعوتوں کا سلسلہ بند کیا جائے کہ یہ غیر مسنون رسم اور قوم کی اقتصادی بدحالی کا پیش خیمہ ہے۔ مگر بعض ایسے جو طبائع جن کو ایسی تباہ کن رسوم چھوڑنا منظور نہیں حضور کے اس واضح حکم سے یہ استدلال کرتی ہیں کہ حضور نے یہ پابندی صرف غرباء پر لگائی ہے اور امیروں کو کھلی اجازت ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا دیا ہوا مال ان غیر مسنون تقریبوں پر جس طرح چاہیں برباد کریں۔ ان پر کوئی پابندی نہیں۔ تا اس طریق سے ان کی دولتمندی کا اظہار ہو۔ بڑے بڑے لوگ ان کی دعوتوں کی داد دیں۔ اور گھڑی بھر کی واہ واہ سے ان کے جذبۂ نمود و ریا میں اضافہ کریں اور غریب قوم کے سامنے اس قسم کا نمونہ پیش کر کے اس کے لئے موجب حسرت بنائیں۔ اور نامناسب مثال پیش کر کے۔ اس کی اقتصادی حالت بد سے بدتر بنا دیں۔ کاش کہ حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی وعید کا ان کو علم ہوتا کہ خدا تعالیٰ کے بندوں کو غلط رستے پر چلانے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا من سنّ سنّۃً حسنۃً فلہ اجرھا واجر من عمل بھا ومن سنّ سیّئۃً فعلیہ وزرھا ووزر من عمل بھا۔ یعنی جس شخص نے قوم کے لئے اچھا رستہ بنایا۔ اس نے اس کا بھی اجر پایا۔ اور اس پر چلنے والوں کا اجر بھی پایا۔ اور جس نے قوم کے لئے برا رستہ بنایا۔ اس نے اس گناہ کا بوجھ بھی اٹھایا۔ اور اس غلط رستے پر چلنے والوں کے گناہ کا بار بھی اپنی گردن پر لیا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو قوم کے لئے آسان رستہ بناتے ہیں اور غرباء کے لئے جو قوم کے سامنے نیک نمونہ پیش کرتے ہیں۔ اور قوم کو مشکلات سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ امیر اپنی جیب سے نکال کر خرچ کرتا ہے۔ غریب قرض اٹھا کر اور اپنا پیٹ کاٹ کر خرچ کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ امیر کے نمونہ سے متأثر ہو کر نمود و ریا کے کرتوت کرتا ہے۔ اور اقتصادی بدحالی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

۲۔ اب میں حضرت امیر المومنین کے وہ ارشادات پیش کرتا ہوں۔ جن میں جماعت کو لڑکی کی شادی پر دعوتوں کی ممانعت فرمائی ہے۔ بلکہ ایسی دعوتوں پر اظہار ناراضگی فرمایا ہے۔ حضور نے فرمایا:۔

(۱) "الفضل" میں کچھ عرصہ سے شادی کی تقریبوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ الفاظ ہوتے ہیں۔ کہ فلاں شخص نے شادی کے موقع پر چائے کی دعوت دی۔ اس قسم کی عبارت پہلے نہیں ہوا کرتی تھی۔ صرف کچھ مدت سے شائع ہونی شروع ہوئی ہے۔ اور شاید کسی بدعت کی بنیاد ڈالی جا رہی ہے۔ واقعہ صرف یہ ہے کہ لڑکی والے بعض اپنے دوستوں کو دعا اور خوشی میں شمولیت کے لئے جمع کر لیتے ہیں۔ اور بلانے میں صرف اتنا لکھتے ہیں۔ کہ "ہماری لڑکی کی شادی ہے۔ آپ بھی اس تقریب میں شامل ہوں۔ اور دعا میں حصہ لیں" یا اس قسم کے اور الفاظ ہوتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں چونکہ برات آئی ہوئی ہوتی ہے۔ ان کے اعزاز میں کھانے کی کچھ چیزیں رکھی جاتی ہیں۔ تو یہ مدعو مہمان بھی اس میں شامل ہو جاتے ہیں سادہ طور پر کوئی ہلکا سا ناشتہ اس موقعہ پر مہمانوں کے پیش کر دینا بڑی بات نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایسے موقعہ پر دودھ وغیرہ پیش کیا ہے۔ لیکن اس تقریب کو یہ رنگ دینا کہ وہ ایک باقاعدہ چائے کی دعوت تھی۔ ایک بدعت کا قیام ہے جس کی تردید کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں۔ اور میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔ کہ "الفضل" نے سابقہ رویہ کے خلاف اس امر پر کیوں زور دیا۔ کہ اس طرح ایک ہلکے سے ناشتے کے پیش کرنے کو جو پہلے ایک ضمنی چیز سمجھی جاتی تھی۔ اب ایک باقاعدہ دعوت کی تقریب کیوں قرار دیا جانے لگا ہے۔ نیز مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ "الفضل" میں گذشتہ ایام میں ایک خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ کسی صاحب نے اپنی لڑکی کی شادی کی تقریب پر قادیان کے دوستوں کو باقاعدہ کھانے کی دعوت دی۔ یہ ایک ناجائز فعل تھا۔ جس نے دعوت دی اس نے بھی غلطی کی جو شامل ہوئے انہوں نے بھی غلطی کی۔ الفضل نے اس خبر کو شائع کر کے ایک غلط امر کی تائید کی۔ اور اس کی اشاعت میں حصہ لینے کا گناہ کیا۔ حضرت خلیفۂ اولؓ اس قسم کی دعوت کو خلاف شریعت قرار دیا کرتے تھے۔ میرے اپنے علم کی رو سے خواہ یہ خلاف شریعت نہ ہو۔ مگر خلاف منشائے شریعت ضرور ہے۔ اور احمدی احباب کو اس قسم کی حرکات سے بچنا چاہیئے اور "الفضل" کے عملہ کو منزادل مضامین لکھنے کی طرف توجہ رکھنی چاہیئے۔ براہِ راست فتویٰ سے بصورت خبر فتویٰ زیادہ خطرناک ہوتا ہے" حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ۷ ستمبر ۱۹۳۲ء مندرجہ اخبار "الفضل" ۹ ستمبر ۱۹۳۲ء

ب۔ "رخصتانہ کی تقریب کھلانے پلانے کی وجہ سے ایک رسم کی صورت اختیار کرتی جاتی ہے اور رسم و رواج کی جس لعنت سے ہم آزاد ہونا چاہتے ہیں وہ پھر ہمارے گلے پڑتی نظر آتی ہے۔ یہ غریبوں کے لئے سخت بوجھ کا موجب ہو رہی ہے اور امراء میں دکھاوا اور نمود کا موجب بن رہی ہے اس لئے میں سوچ رہا ہوں۔ کہ اس کا انسداد کس طرح کیا جائے۔" (ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح فرمودہ مجلس علم و عرفان مندرجہ "الفضل" ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

برادران کرام! حضور کی مندرجہ بالا تحریر دل سے نتائج ذیل نکلتے ہیں۔ جو قابل غور ہیں۔

۱۔ لڑکی کی شادی پر صرف خوشی کی شمولیت اور دعا کی غرض سے بلانا چاہیئے۔ نہ کہ دعوت کھانے کھلانے کی غرض سے۔

۲۔ ایسے موقعہ پر سادہ طور پر کوئی ہلکا سا ناشتہ یا شربت کا گلاس یا چائے کی پیالی یا دودھ وغیرہ پیش کر دینا کوئی بڑی بات نہیں کیونکہ یہ کوئی باقاعدہ دعوت نہیں

۳۔ ایسے موقعہ پر باقاعدہ چائے کی دعوت دینا بھی ایک بدعت کا قیام ہے اور باقاعدہ کھانے کی دعوت دینا بھی ایک ناجائز فعل ہے۔

۴۔ ایسی دعوت کا کھانا اور کھلانا بھی ناجائز فعل ہے

۵۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ اس قسم کی دعوت کو خلاف شریعت سمجھتے تھے۔

۶۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے نزدیک بھی یہ خلاف منشائے شریعت ہے۔

۷۔ رخصتانہ کی تقریب کھلانے پلانے کی وجہ سے ایک رسم کی صورت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ حضور اسکی تردید کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

۸۔ لڑکی کے رخصتانہ پر دعوتیں کرنا حضور کے نزدیک رسم و رواج کی لعنتوں میں سے ایک لعنت ہے۔ جسے دور کرنا ضروری ہے۔

۹۔ حضور نے اس قسم کے اعلانات کرنے پر "الفضل" پر اظہار ناراضگی فرمایا۔

۱۰۔ حضور نے فرمایا یہ رسم غریبوں کے لئے سخت بوجھ کا موجب ہے اور امراء کے لئے دکھاوا اور نمود و ریا کا موجب ہے۔

جماعت کی خدمت میں ایک دردمندانہ گذارش تھی۔ سو کر دی۔ وَمَا اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

سیلون میں تبلیغ اسلام (۱)

(از مکرم وکیل التبشیر صاحب تحریک جدید ربوہ)

جزیرہ سیلون میں جس کی آبادی ۷۵ لاکھ کے قریب ہے۔ احمدیت کی تبلیغ تو بہت عرصہ سے پہنچ چکی ہے۔ اور اس کام کے سرانجام دینے میں سب سے زیادہ حصہ جنوبی ہند کے مخلصین کا ہے جن کا ایک نمائندہ اب بھی وہاں تبلیغی فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ میری مراد مولوی محمد عبد اللہ صاحب مالاباری مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے ہے۔ جو مالابار سے عارضی طور پر سیلون تشریف لے گئے ہوئے ہیں ماہ فروری ۱۹۵۱ء میں آپ نے پیغام احمدیت (لیکچر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی) کا بڑی محنت سے تامل زبان میں ترجمہ کر کے ایک ہزار کی تعداد میں شائع فرمایا۔ اس کی مانگ غیر ممالک مثلاً ملایا سے بھی ہو رہی ہے ــ علاوہ ازیں آپ نے تامل زبان میں بیس صفحات کا رسالہ تصنیف فرمایا۔ جس میں آپ نے علماء زمانہ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مختلف قسم کے اعتراضات کے جوابات تحریر فرمائے اس کا پہلا نمبر آپ نے ماہ جنوری میں شائع فرمایا تھا۔ ان کی اشاعت دو اسلامیہ سوربن (سیلون کا ماہوار احمدیہ گزٹ ہے) میں بھی ہوئی۔ خطوط نویسی کے سلسلے میں آپ نے ۲۵ تبلیغی خطوط لکھے۔ آپ نے پیغام احمدیت کے پہنچانے میں فن خطابت سے بھی کام لیا۔ دریں اثنا آپ نے کولمبو میں نیگومبو (یہ کولمبو سے ۲۵ میل شمال کی طرف ایک مشہور قصبہ ہے) میں دو لیکچر دیئے۔ جن کے عنوانات یہ تھے "ناموس من اللہ کی ضرورت ختم نہ ہوگی" "اسلام دین الفطرت ہے" "مسلم کے معنی کیا ہیں"۔

جماعتی تربیت کے سلسلہ میں آپ نے اپنے چار دل خطبات جمعہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات و ارشادات کی روشنی میں جماعت کو تبلیغ مالی و زبانی تحریک جدید کے چندہ میں شمولیت اصلاح اعمال اور اخلاق اور نظام کی پابندی کے بارے میں نصائح فرمائیں۔

انفرادی طور پر آپ نے سات اہم اصحاب سے ملاقاتیں کیں جن میں سے دو خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھا اثر لے کر گئے۔ علاوہ ازیں آپ نے احمدیوں اور غیر احمدیوں کے سوالات کے جوابات میں مختلف اوقات پر انبیاء سابقین کے کلیے حضرت عیسیٰؑ کا احیاء۔ حضرت سلیمانؑ کی حکومت جن لعبودی کشتی غلامی۔ لونڈی رکھنا۔ مردہ کے نام صدقہ دینا۔ فوت شدوں کا اس دنیا سے تعلق ...... نبی کی بعثت۔ ختم نبوۃ ارتداد کی سزا وغیرہ مسائل پر طویل بحثیں فرمائیں۔

تبلیغی سلسلے میں آپ نے اپنی صحت کے خراب ہونے کے باوجود ۱۴ میل بذریعہ موٹر بس اور ۱۲۰ میل بذریعہ ریل گاڑی سفر کیا۔

آخر میں درخواست ہے کہ مولوی صاحب موصوف ایک عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ اب حالت زیادہ خطرناک ہے یہاں تک کہ آپ کو چلنے پھرنے اور بیٹھنے سے بہت تکلیف ہوتی ہے احباب اپنی خاص دعاؤں میں ان کو یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ ان کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ اور اسلام و احمدیت کی خدمت کرنے کی زیادہ توفیق عطا فرمائے۔

جماعت احمدیہ یادگیر (حیدرآباد دکن) کا کامیاب جلسہ سالانہ

(مرتبہ مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل وکیل ہائیکورٹ سیکرٹری جماعت احمدیہ یادگیر)

جماعت احمدیہ یادگیر کا باونواں سالانہ جلسہ بتاریخ ۸ و ۹ مارچ ۱۹۵۱ء بروز اتوار و پیر بوقت ۳ بجے دن تا ۸ بجے شام زیر روئے مسجد احمدیہ یادگیر منعقد ہوا۔ اس جلسہ کے لئے جماعت احمدیہ یادگیر نے بہت وسیع پیمانہ پر تیاری کی تھی۔ تقریباً یادگیر کے ہر گھر تک جلسہ کی اطلاع مختلف ذرائع مثلاً پوسٹر۔ دستی اشتہارات۔ شخصی طور پر دعوت ناموں کے ذریعہ پہنچائی۔ اس کے علاوہ لجنہ اماء اللہ یادگیر کی طرف سے دعوت نامہ چھپوا کر مستورات کو بھی مدعو کیا گیا۔ لاؤڈ سپیکر کا انتظام تھا جو خدا کے فضل سے جماعت کی ملک ہے۔ جس سے روزانہ درس قرآن درس حدیث خطبات اور جلسے کئے جاتے ہیں۔ مستورات کے پردے کا بھی معقول انتظام کیا گیا تھا۔ اس طرح لجنہ۔ خدام۔ اطفال۔ انصار سارے ہی مختلف انتظامات میں مصروف رہے۔

جلسہ میں شرکت کے لئے حیدرآباد۔ گلبرگہ۔ سکندرآباد اور دوسرے مقامات سے احباب شریک جلسہ ہوئے اور بعض غیر احمدی دوست تشریف لائے تھے۔ ہر دو جلسہ کے دن جماعت کی طرف سے شریک جلسہ ہونے والی تمام مستورات اور مردوں کی خدمت میں چائے بھی پیش کی گئی۔ یادگیر میں جماعت کا سالانہ جلسہ ہمیشہ جماعت کے لئے خدا کے فضلوں کے ماتحت عید کا دن ہوتا ہے۔ اور امیر جماعت سابقہ حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب احمدی رضی اللہ عنہ عید کے دن کی طرح جلسہ کے انتظامات فرماتے۔ اور بے انتہا خوش ہوتے اور فرماتے کہ یہ بہت برکت کے دن ہیں۔ اسی طرح ان کے خاندان نے بھی ان کی وفات کے بعد اب تک اسی طرح جلسہ کی شان اور رونق برقرار رکھی۔ اور جماعت مجموعی طور پر اس کام کو لے کر چل رہی ہے۔

اس مرتبہ اس جلسہ کے لئے یہ خصوصیت کا باعث ہوا۔ کہ حضرت مولوی فضل الدین صاحب صحابی مسیح موعود علیہ السلام اور مولوی شریف احمد صاحب امینی مولوی فاضل مبلغ سلسلہ شریک جلسہ ہوئے۔ اور اپنی اپنی تقریروں سے سامعین و حاضرین جلسہ کو مستفید فرمایا دوسری خصوصیت اس جلسہ کی یہ ہے۔ کہ اس مرتبہ مستورات بالخصوص کے قریب جلسہ میں آئیں۔ کہ جب سے یادگیر میں سالانہ جلسے ہو رہے ہیں۔ کبھی بھی مستورات اس قدر جلسہ میں نہ آئی تھیں۔ اور عہدہ داران دکلاء۔ تجار مسلم اور عوام مسلم اہل ہنود کے معززین بھی شریک جلسہ ہوئے۔

محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی محبوب علی صاحب حیدرآباد واقف زندگی بھی باوجود کمزوری صحت کے شریک جلسہ ہوئیں۔ اور دن و رات کا اکثر حصہ مستورات میں تبلیغ و تربیت پر صرف کیا۔ درس بھی دیتی رہیں۔ پہلے جلسہ کی کارروائی کا بتاریخ ۸ مارچ ۱۹۵۱ء بوقت تین بجے دن زیر صدارت محترم مولوی مومن حسین صاحب حیدرآباد آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مولوی عبد القادر صاحب پیش امام مسجد احمدیہ نے فرمائی۔ عبد الرشید نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا کلام ؎

"عید شکار غم ہے تو مسلم خستہ جان کیوں"

سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ اس کے بعد سیٹھ محمد عبد الحی صاحب احمدی فرزند سیٹھ شیخ حسن صاحب احمدی رضی اللہ عنہ امیر جماعت احمدیہ یادگیر نے افتتاحی تقریر فرمائی۔ اور بتایا کہ کس طرح محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ یادگیر کو یہ ۵۲ واں سالانہ جلسہ منعقد کرنے کی توفیق دی۔ اور ہر آن خدا تعالیٰ اس جماعت کو ترقی ہی دے رہا ہے۔ فرمایا کہ میرے والد سیٹھ صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر مخالفین نے کہا تھا۔ کہ احمدیت "سیٹھ شیخ حسن صاحب احمدی رضی اللہ عنہ کی وفات کے ساتھ اس بستی میں ختم ہو جائے گی لیکن خدا تعالیٰ نے ظاہر کر دیا کہ یہ کسی انسان کا لگایا ہوا پودا نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا سلسلہ ہے۔ اس کو وہی چلائے گا۔ چنانچہ والد مرحوم کی وفات کے بعد پہلے سے بہت زیادہ شان اور شوکت کے ساتھ پہلے سے زیادہ خدا کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے جماعت کی ترقی کے ساتھ خدا تعالیٰ نے اس جلسے کے منانے کی ہمیں توفیق بخشی۔ سو اس کا شکریہ ہے۔

اس کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیغام احمدیت کے لیکچر سے کچھ حصہ مولوی عبد القیوم صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل یادگیر نے پڑھ کر سنایا۔ من بعد اعجاز احمد صاحب احمدیہ لائبریری یادگیر نے موعود اقوام عالم پر تقریر فرمائی من بعد رحمت اللہ صاحب غوری کی نظم ہوئی۔

ازاں بعد مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام اور اسلام کے فضائل پر نہایت خوش الحانی سے جامع اور مبسوط بہت ہی دلکش انداز میں ۱/۲ ۱ گھنٹہ تقریر کی جس نے پبلک پر بہت ہی اچھا اثر کیا۔ اس کے بعد اطفال احمدیہ کے دو ممبر عبد اللطیف ابن سیٹھ عبد الحی صاحب احمدی نے اعمال صالحہ پر اور رفعت اللہ غوری ابن محمد اسمٰعیل صاحب غوری نے مسیح موعود کی بعثت کی غرض پر تقریر کی۔ سب سے اخیر مولوی فضل الدین صاحب صحابی مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخصوص انداز میں ایک تفصیلی تقریر فرمائی۔ جس میں بتایا۔ کہ میں کیوں احمدی ہوا۔ اور یہ کہ اگر احمدیت نہ آئی ہوتی۔ تو دنیا ضلالت اور گمراہی سے نہ نکل سکتی وغیرہ۔ اس کے بعد بہ اجازت صدر ۱/۲ ۶ بجے جلسہ برخواست ہوا۔ مورخہ ۹ مارچ ۱۹۵۱ء

دوسرے روز زیر صدارت حضرت مولوی فضل الدین صاحب ۳ بجے جلسہ کا آغاز ہوا۔ اصل جلسہ شروع کرنے سے پہلے اطفال احمدیہ یادگیر نے قرآن۔ نظم دینی مکالموں اور ... بطریق سوال و جواب احمدیت کے مسائل کے حل کو عوام کے سامنے پیش کیا۔ جس کا پبلک پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اصل کارروائی جلسہ تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ جو مکرم محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس سی ایل ایل بی۔ حیدرآباد نے کی۔ اس کے بعد نظم عبد الرشید صاحب نے پڑھی۔ اس کے بعد اطفال احمدیہ کے دو ممبر محمد ادریس ولد محمد اسمٰعیل وکیل نے "احمدیت حقیقی اسلام" پر اور محمد الیاس ولد شیخ حسن صاحب احمدی نے "عذاب سے بچنے کا علاج" پر اور طاہر احمد ولد محمد حسن صاحب نے "صداقت احمدیت" پر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد نذیر احمد صاحب سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ یادگیر نے اجرائے نبوت پر اور مکرم محمد اسمٰعیل صاحب جنہ کنٹہ داماد سیٹھ شیخ حسن صاحب احمدی نے ضرورت نبوۃ پر اور ازاں بعد محترم حکیم محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی۔ ایل۔ ایل۔ بی نے احمدیت کی صداقت پر نہایت ہی موثر رنگ میں تقریر فرمائی اور اپیل کی کہ اب وقت آگیا ہے۔ کہ احباب کم از کم اس بستی کے ۵۲ واں سالانہ جلسہ پر اس بات کا فیصلہ کریں۔ کہ وہ اب خدا ہی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بتائے ہوئے نسخہ کے مطابق استخارہ کر کے اللہ تعالیٰ سے پوچھ لیں۔ اور ایمان لے آئیں۔ اس کے بعد رحمت اللہ غوری نے نظم پڑھی ازاں بعد مکرم و محترم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ نے موثر۔ مدلل اور نہایت ہی مبسوط .... احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ اور مسائل اختلافیہ پر سیر کن تبصرہ فرمایا جس سے سامعین بہت محظوظ ہوئے۔ آپ کی تقریر سننے کے لئے سامعین دیر سے منتظر بیٹھے تھے۔ اس کے بعد نماز مغرب کے لئے وقفہ دیا گیا۔ مغرب و عشاء کی نماز سے فراغت کے بعد سیٹھ علی محمد صاحب ایم۔ اے ... نے جو سکندرآباد سے ہمارے جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے۔ احمدیت کی صداقت سے متعلق پر از معلومات تقریر فرمائی۔ تقریر سے آپ کے اخلاص اور جوش روحانی کے جذبہ کا اظہار ہوتا تھا۔ سامعین پر آپ کی تقریر کا بہت ہی اچھا اثر پڑا۔ اس کے بعد عاجز نے تمام سامعین جلسہ و مقررین و مقامی حضرات کا جماعت کی جانب سے شکریہ ادا کیا اور اپیل کی۔ کہ وہ ۵۲ سال سے ہونے والے جلسہ کی طرف غور کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس نتیجہ پر پہنچیں۔ کہ فی الواقع یہ الٰہی سلسلہ ہے۔ اور اس جماعت کے ساتھ خدا تعالیٰ کا ہاتھ کام کر رہا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس جماعت کے سچے امام ہیں۔ جن کی جماعت میں شریک ہو کر ہمیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی چاہئے اور بجز اس جماعت کی شرکت کے اب کسی انسان کا واصل باللہ ہونا ناممکن ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و رحم سے دونوں جلسے بخیر و خوبی ختم ہو گئے۔ سامعین پر ان جلسوں میں کی ہوئی تقریروں کا بہت گہرا اثر ہوا۔ مستورات کثرت سے شریک جلسہ ہوئیں۔ مقامی پولیس بھی شریک جلسہ رہی۔ جس کے ہم از حد مشکور ہیں۔ علاوہ ان ہر دو جلسوں کے ۱۰ مارچ بعد مغرب اطفال کا جلسہ منایا گیا۔ جس میں جماعت کے بچوں اور نوجوانوں نے تقریریں کیں اس کے علاوہ ۱۰ انگریزی میں تقریری مشق کے لئے مولوی شریف احمد صاحب امینی اور اکبر حسین احمد صاحب نے "... احمدیت کی اصلیت" پر تقریر فرمائی ... حدیث کا درس صبح مسجد احمدیہ میں مولوی شریف احمد صاحب امینی دیتے رہے۔ مستورات میں ایک دن مولوی فضل الدین صاحب اور ایک دن سیٹھ علی محمد صاحب ایم۔ اے نے درس دیا۔ اور اس کے علاوہ ۱۲ مارچ کو بھی سیٹھ علی محمد صاحب کی خواہش پر انہی کی صدارت میں بعد از نماز مغرب خدام الاحمدیہ کا جلسہ منعقد کیا گیا۔ احباب یہ سن کر خوش ہوں گے۔ کہ جماعت احمدیہ یادگیر کی اپنی ایک وسیع مسجد ہے۔ جس میں صبح اور شام قرآن مجید و حدیث و کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس باقاعدہ ہوتا ہے۔ اور مستورات میں بھی صبح اور شام قرآن کریم و حدیث کا درس ہوتا ہے ہر اتوار کو مرد اور ہفتہ کو عورتیں گھر گھر یوم التبلیغ مناتے ہیں۔ آمین۔

درخواست ہائے دعا

خاکسار اس سال الف اے کا امتحان دے رہا ہے۔ مخلصین جماعت سے عموماً اور صحابہ کرام سے خصوصاً نمایاں کامیابی کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

(قریشی فیروز محی الدین واقف زندگی درجہ دوم جامعۃ المبشرین ربوہ ضلع جھنگ)

(۲) ہمارا ایک احمدی بھائی محمد عالم ولد مہر دار محمد ورڈ ایجنٹ عرصہ دو ماہ سے بیمار ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

(عزیز احمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ چک نمبر ۱۰۲ / ۶۰ R)

(۳) میری لڑکی ایک عرصہ سے بیمار چلی آتی ہے احباب خصوصیت سے اس کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(خاکسار ماسٹر عبد الرحمن از ڈنڈ پور کھرڑیاں تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ)

کاش! جماعت احمدیہ اپنی ذمہ داری کو سمجھے

(۱) کاش! جماعت احمدیہ اپنی ذمہ داری کو سمجھے - اور اسلام کے کھوئے ہوئے متاع کو پھر واپس لائے - اور دینی اخلاق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں دنیا دیکھے!"

(۲) "وہ امین ہوں - اور ایسے امین کہ خود بھوکے مر جائیں - لیکن دوسرے کی امانت میں خیانت نہ ہو"

(۳) "وہ سچے ہوں اور ایسے سچے کہ جان جائے - مال و دولت جائے عہدہ جائے لیکن جھوٹ کا ایک لفظ زبان پر نہ آئے - اور نہ آئے"

(۴) وہ وعدہ کریں - تو جان کے ساتھ نباہیں - اور ارادہ کریں - تو سر ہتھیلی پر رکھ کر اسے پورا کریں"

(۵) "افسوس کہ لوگوں کے سامنے قربانی کے مواقع آتے ہیں - تو وہ ان سے منہ پھیر لیتے ہیں - اور جب وقت گذر جاتا ہے - تو حسرت اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں - اور کہتے ہیں کاش! ہم نے فائدہ اٹھایا ہوتا - کاش!! ہم نے وقت کو ضائع نہ کیا ہوتا"

(۶) "اب بھی خدا تعالیٰ نے ان کے لئے ایک بڑا موقعہ پیدا کیا ہوا ہے - خدا تعالیٰ کا موعود ان میں موجود ہے - اگر وہ چاہیں تو صحابہ کی سی خدمات کر کے صحابہ کے سے انعامات حاصل کر سکتے ہیں مگر کتنے ہیں - جو اس نعمت کی قدر کرتے ہیں - ہاں بہت لوگ اس وقت روئیں گے - اور آہیں بھریں گے - جب وہ زمانہ ان کے ہاتھ سے نکل جائے گا"

تحریک جدید کے جہاد میں حصہ لینے والے وہ دوست جن کے ذمہ گذشتہ سالوں کا بقایا ہے - انہیں یاد رہنا چاہیئے - کہ ان کا اپنا اقرار یہ ہے - کہ میں اپنا بقایا ۳۰ اپریل تک ادا کر دوں گا - اور نئے سال کا چندہ اس سال کی آخری میعاد ۳۰ نومبر ۱۹۵۱ء تک داخل کر دوں گا -

اب چونکہ ۳۰ اپریل کی میعاد قریب آ رہی ہے - اور جن کے ذمہ بقایا ہے انہیں اپنا گذشتہ سالوں کا بقایا ۳۰ اپریل تک ادا کر دینا چاہیئے - ایسا نہ ہو - کہ ان کے اپنے اقرار کے مطابق کہ اگر بقایا ۳۰ اپریل تک ادا نہ ہو - تو مجاہدین اسلام کی فوج سے ان کو نکال دیا جائے میعاد گذرنے کے بعد ان کا نام بقایا داران کی فہرست میں ان کے مقدس امام کے حضور پیش نہ ہو - اس غرض سے ایک چٹھی گذشتہ ماہ میں ارسال کی گئی تھی - اور بعض احباب کا بقایا ادا ہوا ہے اور ایک چٹھی اب ارسال کی جا رہی ہے جس میں صرف سولہویں سال کا وعدہ اور وصولی دکھائی جا رہی ہے -

پس آپ اگر بقایا دار ہیں - تو اس اخبار کو پڑھ کر اپنا بقایا ۳۰ اپریل ۱۹۵۱ء تک ادا کرنے کا آج ہی سے ماحول پیدا کریں - اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے - (وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

اعلان معافی!

چوہدری عنایت اللہ صاحب ولد علی بخش صاحب چک ۶۵ ج ب تحصیل جڑانوالہ کو مجلس مشاورت کے فیصلہ کی تعمیل میں بوجہ عدم ادائیگی چندہ اخراج از جماعت کی سزا دی گئی تھی - ناظر صاحب بیت المال نے اطلاع دی ہے - کہ چوہدری صاحب نے چندہ ادا کر دیا ہے - اس لئے بمنظوری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ان کو معاف کیا جاتا ہے - (ناظر امور عامہ)

مخلصین سلسلہ کی فوری توجہ کے لئے

میٹرک پاس بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرائیں

دسویں جماعت کا امتحان ہو چکا ہے - احباب جماعت کو معلوم ہے - کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گذشتہ سال سے مدرسہ احمدیہ کے داخلہ کا معیار میٹرک مقرر فرمایا ہے - ایسے طلباء دو سال مدرسہ احمدیہ میں اور دو سال جامعہ احمدیہ میں پڑھنے کے بعد مولوی فاضل کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے پاس کریں گے - اور اس طرح خدمت دین کا موقعہ حاصل کر سکیں گے - انشاء اللہ

احباب جماعت سے درخواست ہے - کہ وہ دینی خدمت کے لئے اپنے بچوں کو وقف کریں - اور علوم اسلامیہ کے حصول کے لئے اپنے بچوں کو میٹرک پاس کرنے کے بعد جامعہ احمدیہ میں داخل فرمائیں -

(پرنسپل جامعہ احمدیہ احمد نگر)

برائے توجہ سیکرٹریان مال!

مجلس مشاورت ۱۹۴۳ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمائندگان سے عہد لیا تھا - کہ دفتر بہشتی مقبرہ کو تفصیل چندہ مکمل ہر ماہ ہر موصی کے متعلق بھیج دیا کریں گے - لیکن اس کی تعمیل نہیں ہو رہی - عہدیداران کی خدمت میں گذارش ہے - کہ حضور کے مندرجہ بالا ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے ہر ماہ کے پہلے ہفتے میں ادائیگی چندہ کی تفصیل کوپن نمبر معہ نام و نمبر وصیت موصیوں کے ارسال فرمایا کریں - اگر عہدیداران کی طرف سے اس کی تعمیل نہ ہوئی - تو حسابات کے غلط ہونے کی ذمہ داری اُن پر ہوگی" (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ ضلع جھنگ)

پتہ مطلوب ہے

میں حکیم غلام نبی صاحب احمدی آف ڈپٹی ضلع امرتسر کا پتہ معلوم کرنا چاہتا ہوں - لہذا اگر حکیم صاحب کی نظر سے یہ سطور گذریں - یا کوئی دوسرے دوست جنہیں حکیم صاحب مذکور کا پتہ معلوم ہو یہ پڑھیں تو مندرجہ ذیل پتہ پر مطلع فرمائیں - (چوہدری عمر الدین نمبردار ... تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ)

خدارا اب تو غریب قوم پر رحم کرو!

پاکستان کے سیاسی یتیم

(روزنامہ جدید نظام لاہور (مجریہ ۸ اپریل ۱۹۵۱ء) کا مقالہ افتتاحیہ)

"روزنامہ "مغربی پاکستان" میں اس کے اپنے نامہ نگار کے حوالے سے جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور کے سالانہ جلسہ کی روئداد چھپی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء حضرات نے اس مذہبی جلسے میں سیاسی مسائل پر بھی اپنے مخصوص انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ بالخصوص مجلس احرار کے صدر ماسٹر تاج الدین صاحب کی تقریر کا موضوع ہی "استحکام پاکستان" تھا۔ ماسٹر صاحب نے جن خیالات کا اظہار کیا۔ ان سے ان کی احراری ذہنیت اچھی طرح بے نقاب ہو گئی ہے۔ انہوں نے پاکستان کے عوام کا ایسا بھیانک نقشہ کھینچا ہے کہ زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے۔ حتیٰ کہ یہاں تک کہہ ڈالا۔ کہ گذشتہ دنوں جو حیدر نک سازش پکڑی گئی ہے اس کی تہ میں بھی یہی چیز کام کر رہی ہے کہ عوام موجودہ صورت حال سے مطمئن نہیں ہیں۔ حکومت نے جو وعدے کئے تھے انہیں اس نے پورا نہیں کیا اور لوگ اس قدر تنگ آ چکے ہیں کہ انہیں حکومت کا تختہ الٹنے سے بھی دریغ نہیں ہے۔ حالانکہ یہ بہتان عظیم ہے۔ عوام اس بات کا برملا اظہار کر چکے ہیں کہ سازش کرنے والے اقتدار کے بھوکے تھے۔ انہوں نے یہ دیکھ کر کہ عوام ہرگز ان کا ساتھ نہ دیں گے غیر جمہوری طریقوں سے کام لینا چاہا۔ اور ملک کا امن و امان برباد کرنے پر تل جائیں۔ ایسی خلاف واقعہ باتیں کہنے کا مقصد سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ ملک کو بدنام کیا جائے اور عوام کے درمیان بددلی اور بے اطمینانی پھیلا کر خواہ مخواہ حکومت کیلئے مشکلات پیدا کی جائیں۔

مجلس احرار کی تاریخی غداریوں کے باوجود حکومت نے ان کے خلاف رواداری کا سلوک کیا اور انہیں اس پاکستان میں پناہ دی جسے وہ پلیدستان اور دیوانے کا خواب کہا کرتے تھے۔ ہم مجلس احرار سے پوچھتے ہیں کہ کیا اس حسن سلوک اور جان بخشی کا یہی صلہ ہے؟ کیا حکومت نے ان کے ساتھ عفو اور درگذر سے کام لے کر غلطی کی؟ وہ اپنے گریبان میں منہ ڈال لیں اور دیکھیں کہ اب تک انہوں نے اغیار کے ساتھ مل کر کیسے کیسے نقصان پہنچائے ہیں۔ کیا پاکستان کی مخالفت میں ایڑی کا زور نہ لگا کر اور اپنے آقایان ولی نعمت کو خوش کرنے کے لئے پنجاب کو تقسیم کرانے کے بعد بھی ان کا کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوا۔ اب کیا وہ پاکستان میں رہتے ہوئے اور یہاں امن چین سے زندگی بسر کرتے ہوئے بھی اس کے خلاف سرگرمیوں میں مصروف ہیں؟

الیکشن سے قبل ان کی سرگرمیوں کا جائزہ لینے کے بعد ہم نے انہیں مشورہ دیا تھا کہ وہ سیاست سے حقیقی معنوں میں دست بردار ہو کر باقی ایام یاد خدا میں بسر کریں تاکہ کچھ تلافی مافات ہو سکے۔ لیکن افسوس انہوں نے اس مشورہ پر عمل نہیں کیا۔ گو الیکشن میں مسلم لیگ کی حمایت کرنے کے باوجود خود مسلم لیگ کے امیدواروں کو شکست دلائی ہے۔ اگر وہ ایسا نقصان نہ دکھاتے تو یقیناً مسلم لیگ کو اس سے بھی زیادہ شاندار کامیابی نصیب ہوتی۔ اور یقیناً سیالکوٹ کی اہم ترین سیٹ بھی اس کے ہاتھ سے کبھی نہ جاتی۔ اب جبکہ ان کی مخالفانہ کوششوں کے علی الرغم مسلم لیگ کامیاب ہو گئی ہے اور عوام نے اس پر کامل اعتماد کا اظہار کر دیا ہے کیا احرار جو کہنے کو تو لیگ میں شامل ہیں اب یہ اعلان کر رہے ہیں کہ حکومت لوگوں کی بھوک اور ننگ دور کرنے میں ناکام رہی ہے اور لوگ اس سے سخت دل برداشتہ ہیں؟

"مغربی پاکستان" کی رپورٹ کے مطابق صدر مجلس احرار نے اپنی تقریر میں یہ بھی کہا کہ تقسیم ملک کے بعد سے احرار یتیم ہو گئے ہیں۔ ہم احرار سے پوچھتے ہیں کہ اگر قیام پاکستان کے بعد آقایان ولی نعمت کی جدائی انہیں اس قدر شاق گذر رہی ہے کہ وہ اپنے آپ کو یتیمی کی حالت میں پاتے ہیں تو خدا را ان کی گود میں واپس پہنچ کر اپنی یتیمی کو دور کریں۔ اور پاکستان میں صرف ان لوگوں کو رہنے دیں جن کا ایمان یہ ہے کہ پاکستان بننے سے پہلے وہ یتیمی کی حالت میں تھے اور اب بفضلہ تعالیٰ وہ اس حالت سے نکل آئے ہیں۔ ہم مجلس احرار کے بزرگوں سے اسلام اور پاکستان کے مفاد کے نام سے اپیل کرتے ہیں کہ انہیں اب انتہائی قربانیوں کے بعد حاصل کئے ہوئے ملک پاکستان کے خلاف تمام قسم کی منافقانہ سرگرمیوں کو ترک کر دینا چاہیئے ورنہ قوم کو مجبور ہو کر ان کی نازیبا حرکات کو روکنے کے لئے کوئی سخت اقدام کرنا پڑے گا جس کی تمام ذمہ داری خود ان شر پسندوں کے سر پر ہو گی۔"

(روزنامہ جدید نظام لاہور ۸ اپریل ۱۹۵۱ء)

ہندوستان نے متروکہ جائداد کے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے

کراچی ۷ اپریل۔ پارلیمنٹ نے ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی وزیر مہاجرین کے مسودہ قانون پر غور شروع کیا جو پاکستان میں متروکہ جائداد کی دیکھ بھال کے قانون مجریہ ۱۹۴۹ء میں ترمیم کے لئے تھا۔

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی وزیر مہاجرین نے فرمایا کہ حکومت پاکستان یہ سمجھتی ہے کہ موجودہ مسئلہ کا حل یہی ہے کہ متروکہ جائداد کی فروخت اور تبادلہ کی اجازت دی جائے۔ آپ نے یہ تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا کہ حکومت ہندوستان نے جو یہ تجویز رکھی ہے کہ حکومتیں تمام متروکہ جائداد کا فیصلہ کریں۔ وہ قابل قبول ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے حکومت ہندوستان پر اس امر کا الزام لگایا کہ اس نے متروکہ جائداد کے متعلق ۱۹۴۹ء کے بین المملکتی معاہدے کی خلاف ورزی کر کے متروکہ جائداد کے متعلق قانون کو تمام ملک میں نافذ کر دیا ہے۔

آپ نے ... کہ ہندوستان اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ پاکستان میں متروکہ جائداد اس جائداد سے بہت زیادہ ہے جو مسلمان ہندوستان میں چھوڑ گئے۔ اور اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ہندوستان نے قدم اٹھایا ہے۔

حیدرآباد میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ

حیدرآباد (سندھ) ۷ اپریل حیدرآباد کے کلکٹر نے مسلم لیگ کے انتخابات کے پیش نظر شہر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی ہے۔ یہ قدم احتیاط کے طور پر اٹھایا گیا ہے۔ کلکٹر نے عوام سے پرامن رہنے کی اپیل کی اور درخواست کی کہ انتخابات پر امن طریق پر عمل میں لائے جائیں۔ (داسٹار)

خدام الاحمدیہ لاہور کا ماہوار اجلاس

امریکہ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کی تصاویر دکھائی جائیں گی

مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کا ماہوار جلسہ ۸ اپریل بروز اتوار بعد نماز مغرب احمدیہ بلڈنگ میں منعقد ہو گا جس میں تقاریر کے علاوہ امریکہ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں اور وہاں کی احمدی جماعتوں کے جلسہ سالانہ کے ایمان افروز مناظر کی تصاویر بھی دکھائی جائیں گی۔

خدام کے علاوہ انصار اللہ کو بھی دعوت شرکت دی جاتی ہے۔ احباب اپنے غیر احمدی دوستوں کو بھی ہمراہ لانے کی کوشش فرمائیں۔ (معتمد)

امریکی اور روسی طیاروں کے درمیان جنگ

ٹوکیو ۷ اپریل۔ آج جب اقوام متحدہ کی فوجوں نے شمالی کوریا میں اپنی پیشقدمی جاری کی تو کمیونسٹ فوجیں اگلے دفاعی مورچوں سے پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئیں۔ اقوام متحدہ کی فوجوں نے پانچ میل لمبے محاذ پر قبضہ کر لیا۔ جو ۳۸ ویں متوازی لائن کے اوپر واقع ہے۔

فوجی حلقوں کا کہنا ہے کہ کمیونسٹ فوجیں موسم بہار کے بڑے حملے کی تیاریاں کر رہی ہیں۔

قبل ازیں امریکی جٹ طیاروں کا تین روسی طیاروں کے ساتھ مانچوریا کی سرحد کے قریب سخت مقابلہ ہوا۔ پندرہ منٹ تک جنگ ہوئی۔ اس کے بعد یہ طیارے شمال کی طرف بھاگ گئے۔ امریکی ہوابازوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے پانچ طیاروں کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔

اینگلو مصری تعلقات کے متعلق برطانوی تجاویز

لندن ۷ اپریل۔ لندن کے سرکاری حلقوں نے ... خبر کی تردید کی ہے جو کل بعض ٹیلیگرافات میں شائع ہوئی ہے۔ اس خبر میں ان نئی تجاویز کی تفاصیل بیان کی گئی تھیں جو برطانیہ مصر کو پیش کر رہا ہے۔ تاکہ نہر سویز کے علاقے سے برطانوی فوجوں کے ہٹانے کے مسئلہ پر مذاکرات شروع کئے جا سکیں۔

اس بات کی توثیق کی گئی ہے کہ نئی تجاویز ... بیت مکمل ... کا ... رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ ان تجاویز کا علم برطانوی افواج کے افسران اعلیٰ اور مصر میں برطانوی سفیر سر رالف کو بھی ہے جو یہ تجاویز لے کر قاہرہ روانہ ہوئے ہیں۔ (داسٹار)